شاعرِ رسول سے مدحتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیکھیے

مولانا محمد وصی فصیح بٹ

شاعری کیا ہے؟...... یہ حقیقت ہے کہ شاعری، شاعر کے بنیاد خیالات ہوتے ہیں اور خیالات مشاہدہ سے زیادہ فکر اور شعور سے تعلق رکھتے ہیں، اسی فکر کی بلندی اور شعور کی گہرائی سے جنم لینے والے نئے خیالات کو مخصوص قواعد کے مطابق ہم قافیہ الفاظ کی صورت میں پیش کرنا ہی شاعری ہے۔ (تاریخ الادب العربی ص:25)

یہی وجہ ہے کہ ماضی میں جن اشخاص نے جتنے بلند خیالات کو شاعرانہ لباس مہیا کیا، تاریخ نے انہیں شعرا کی صف میں اتنا ہی بلند قد عطا کیا کہ:

میرے اشعار کا رتبہ جہاں میں اعلیٰ ٹھہرا ہے　　"نتیجہ فکر" میرا سمندر سے بھی گہرا ہے

اشعار کا معیار:...... جس طرح پھلوں کے چھلکے جتنے بھی دیدہ زیب اور جاذبِ نظر ہوں، کھانے والوں کا منظورِ نظر تو ان کا اندرونی مواد ہی ہوتا ہے، اسی طرح کلام جتنے بھی قافیہ بندی کے تقاضے پورے کرلے، سننے والوں کے لیے دلچسپی کا سامان تو اس کے انمول اور تیکھے خیالات ہی ہوا کرتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اشعار کی تعریف ان کے پر حکمت مضامین کی وجہ سے فرمائی اور فرمایا: "ان من الشعر حکمة" (صحیح بخاری، رقم:5679)

"بعض اشعار حکمت بھرے ہوتے ہیں۔"

اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ "شعر تو ایک کلام ہے، اگر اس کا مضمون اچھا ہے تو شعر بھی اچھا ہے اور مضمون برا ہے تو شعر بھی برا ہے۔" (الجامع الصغیر، حرف الشین، الرقم:494)

اسی حقیقت کو شاعرِ دربارِ رسول حضرت حسان بن ثابتؓ ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

انما الشعر لب المرء یعرضه　　علی المجالس ان کیساً وان حمقاً

ترجمہ: ”شعر آدمی کی فکر کا نتیجہ ہوتے ہیں، جسے وہ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے، سمجھ دار ہو تو اس کی دانش مندی نمایاں ہوتی ہے، اگر بے وقوف ہو تو اس کی نادانی کا پتہ چلتا ہے۔“

ذمہ داری کا احساس:......شاعری کو دیگر تمام ادبی صنعتوں میں منفرد مقام حاصل ہے، وجہ یہی ہے کہ اشعار کے مترنم اوزان اور نہایت مشابہ الفاظ سامعین کے دلی جذبات کو اپنے سحر میں ایسے جکڑ لیتے ہیں کہ تلخ حقائق، خشک موضوعات اور واعظانہ نصائح ان کے ذریعے بآسانی دماغ کے لاشعور میں بیٹھتے چلے جاتے ہیں۔ روزمرہ کے مشاہدہ میں اس کی قریب ترین مثال کیپسول سے دی جاسکتی ہے کہ اس کا ظاہری کور (Cover) اندرونی تلخی کو چھپا کر کڑوی دوائی غیر محسوس طریقے سے جسم کے رگ و پے میں پہنچا دیتا ہے۔ اشعار کی یہی الفاظ کی جھلملاہٹ، اسلوب کی نیرنگی اور قافیوں کی مشابہت ہی تو ہے جو نوجوانوں کو سن رسیدہ شعرا کے قریب کر دیتی ہے۔ اس سے شعرا کی ذمہ داری میں یقیناً اضافہ ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی اسی خداداد صلاحیت کے ذریعہ قوم کے ان معماروں کا رُخ سیدھے راستے اور حقیقی منزل کی طرف موڑتے ہیں یا انہیں الفاظ و زباں کے نشے میں ایسا دھت کر دیتے ہیں، جس کا نقشہ قرآن کریم نے ان الفاظ میں کھینچا ہے: ﴿والشعراء یتبعھم الغاوون، الم تر انھم فی کل وادیھیمون، وانھم یقولون مالا یفعلون﴾ (الشعراء: 224 تا 226)

ترجمہ: ”رہے شاعر لوگ تو ان کے پیچھے تو بے راہ لوگ چلتے ہیں، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور یہ کہ وہ ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہیں۔“

نتیجہ فکر:......ان تمہیدی گزارشات کا حاصل یہ ہے کہ:

الف:......شاعری بلند خیالات کو مخصوص پرکشش صورت میں پیش کرنے کا نام ہے۔

ب:......خیالات ونظریات ہی اشعار کا جوہر ہوتے ہیں، اس لیے اسلام میں اشعار کے جائز وناجائز ہونے کا مدار ان کے مضمون کو بنایا گیا ہے۔

ج:......اشعار کی ظاہری مخصوص ساخت، مسحور کن ترنم اور دل کو چھو لینے والی قافیہ بندی ان کے مضامین کی طرف سامعین کے دل ودماغ کو کھینچ لیتی ہیں، اس لیے کسی قوم کی ذہنی تعمیر وتخریب میں شعرا کا کردار اہم ہوتا ہے۔

اردو نعت گو شعراء کی بے اعتدالیاں:......نعت بھی ایک شعری صنف ہے، اس لیے اس میں بھی درج بالا ترجیحات کا بھرپور اہتمام ہونا چاہیے۔ مزید براں توصیفِ محبوبِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے مضمون پر مشتمل ہونے کی وجہ سے جو مقامِ تقدس حاصل ہے، اس کا بھی تقاضا ہے کہ اس میں اشعار کو مکمل اسلامی سانچے میں ڈھال کر پیش کیا جائے۔ لیکن جب عصر حاضر کے بعض نعتیہ کلاموں اور خیر القرون کے نعتیہ مجموعوں کا تقابلی جائزہ لیا جاتا ہے تو ہر دو کے مضامین میں ایک فکری دوری اور شعوری فرق نمایاں نظر آتا ہے، مثلاً:

الف:......عہدِ رسالت کے شعرا مدحتِ رسول میں اطاعتِ رسول کی دعوت بھی دیا کرتے تھے، جب کہ آج کل کی نعتیہ شاعری عموماً اس زاویے سے بالکل محروم ہے۔

ب:...... ماضی کا شاعر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند اخلاق اور عمدہ معمولات کو یوں ترغیبی انداز میں پیش کرتا تھا کہ سامعین ان محاسن سے خود کو مزین کرنے کا عزمِ مصمم لے کر اٹھتے، اس کے برعکس ہمارے عہد کے اکثر شعرا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کو وہ مافوق البشر رخ عطا کرتے ہیں کہ حاضرین کے دل میں عش عش کرنے کے سوا عمل کا کوئی جذبہ ہی نہیں ابھرتا۔

ج:......بعض جدید نعتیہ کلاموں میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا مظاہرہ کفار سے نرمی اور مداہنت سے قریب رواداری کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے، جب کہ قدیم نعتوں میں رحمت کا صحیح معنی سطحِ زمین سے دشمن عناصر کا خاتمہ بیان کیا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان اشعار میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو میدانِ جہاد میں مصروفِ قتال بھی دکھایا جاتا تھا۔

د:......قاری حیران ہو جاتا ہے کہ ایک طرف تو صحابہ کرامؓ نعتوں کے ذریعے توحید کا درس دیتے تھے، رب العزت کی ذات وصفات میں یکتائی اور وحدانیت کے اظہار کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصدِ اصلی قرار دیا کرتے تھے۔ دوسری طرف بعض اردو نعت گو شعرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غائبانہ پکارنے، ہر طرح کی حاجات میں ان سے مدد طلب کرنے کی دعوت دیتے نظر آتے ہیں۔

ر:......ادب کا طالب علم قدیم نعتوں میں گناہوں کے دنیوی نقصانات اور اخروی عذابات کے تذکرے سے اپنے اندر توبہ کی پکار سنتا ہے، جب کہ جدید نعتوں میں شفاعتِ رسول کا اسلامی عقیدہ اس مبالغہ آمیز طرز میں پیش ہوتا ہے کہ عوام عشقِ رسول کے چند نعرے لگا کر کامل نجات کا یقین کر لیتے ہیں۔

حضرت حسانؓ کے خصوصی اعزازات:......مدحتِ رسول کے حقیقی اسلامی مزاج کو سمجھنے کے لیے شاعرِ رسول حضرت حسان بن ثابت کے نعتیہ کلام کا گہرا مطالعہ انتہائی ناگزیر ہے۔ یہ وہ صحابی ہیں جنہیں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مسجد نبوی کے منبر پر بٹھا کر یہ دعا دی:

اللھم ایدہ بروح القدس (المعجم الکبیر، باب الحاء، الرقم:358)

"اے اللہ! جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے اس کی مدد فرما۔"

صرف یہی نہیں، بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اشعار سننے کے بعد تعریفی ودعائیہ کلمات کے ذریعے سندِ قبولیت بھی عطا فرماتے، مثلاً: جب حضرت حسان نے یہ مشہور شعر کہا:

فان ابی ووالدہ وعرضی	لعرض محمد منکم وقاء

ترجمہ:"میرے باپ، دادااور میری عزت وناموس، ناموسِ رسالتِ مآب کی حفاظت پر قربان ہے۔

توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں دعادی ہے:"وقاک اللہ یا حسان حر النار"......اے حسان! اللہ تعالیٰ تمہیں جہنم کی گرمی سے محفوظ رکھے"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان موقع بموقع تائیدات نے حضرت حسان کے ان نعتیہ اشعار کو مزاجِ شریعت سے موافقت کی سند عطا فرمائی، اسی وجہ سے ہر عہد کے ثناخوانِ رسول کے لیے ضروری ہے کہ وہ آپ کے دیوان کا گہری نظر سے مطالعہ بھی کرے اور آپ کی فکر کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش بھی کرے۔

حضرت حسان کی شاعری کے اجزا:......آپ کے مدحتی اشعار توصیفِ رسول کے ساتھ ساتھ درج ذیل خصوصیات سے بھی مزین ہوتے تھے۔

درسِ توحید:......آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہے گئے حضرت حسان کے درج ذیل اشعار کس خوب صورتی سے پڑھنے والے کی توجہ توحید کی اہمیت اور شرک کی مذمت کی جانب مبذول کراتے ہیں، اندازہ لگائیے کہ جلسہ سیرت کا ایک شاعر شرک کے جالے چند اشعار کے ذریعے کیسے صاف کرسکتا ہے؟

نبی اتانا بعد یأس وفترة من الرسل والأوثان فی الارض تعبد
وأنذرنا ناراً وبشرنا جنة وعلمنا الإسلام فالله نحمد

ترجمہ:"جب انسانیت ہدایت سے ناامید ہوچکی تھی، رسولوں کی آمد کا وقفہ طویل ہوگیا تھا، روئے زمین پر بتوں کی پوجا پھیل چکی تھی، اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جہنم سے ڈرایا اور جنت کی خوش خبری سنائی اور ہمیں اسلام سکھایا، پس ہم اللہ تعالیٰ ہی کا شکر ادا کرتے ہیں۔"

وانت إلٰه الخلق ربی وخالقی بذلک ما عمرت فی الناس أشهد
تعالیت رب الناس عن قول من دعا سواک الها أنت أعلیٰ وأمجد

(دیوان حضرت حسان بن ثابت 85)

ترجمہ:"اے ساری مخلوق کے الٰہ! تو ہی میرا رب اور میرا خالق ہے، جب تک میں زندہ ہوں لوگوں میں اسی بات کا اعلان کرتا رہوں گا۔ اے تمام لوگوں کے پروردگار! تو ان تمام مشرکوں کی باتوں سے پاک ہے جو تیرے علاوہ کسی اور کو اپنا معبود بناتے ہیں، تیری شان اس سے بہت بلند ہے۔"

غزوہ خندق کے واقعہ سے توحید کا درس دیتے ہیں اور خوب دیتے ہیں:

واشکُ الهموم إلی الإلٰه وماتری من معشر متألبین غضاب
أموابغزوهم الرسول وألبسوا أهل القری وبوادی الأعراب

ترجمہ: "اے مخاطب! تم تمام غموں اور اس لشکر کی شکایت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے کرو، جو مختلف علاقوں سے آکر ایک جگہ جمع ہو گیا ہے اور غصہ میں بے تاب ہوا جاتا تھا۔ انہوں نے اردگرد کی تمام بستیوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کو بھی جمع کر لیا تھا"۔

وغدوا علينا قادرين بأيديهم ردوا بغيضهم على الاعقاب

بهبوب معصفة تفرق جمعهم وجنود ربک سيد الأرباب

وكفى الإله المؤمنين قتالهم وأثابهم في الأجر خيرثواب

(دیوان حضرت حسان بن ثابت:66)

ترجمہ: "یہ لشکر پوری قوت کے ساتھ ہم پر چڑھ دوڑا تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے تیز آندھیوں اور فرشتوں کے ذریعے ان کو الٹے پاؤں بھاگنے پر مجبور کر دیا، اللہ تعالیٰ نے مومنین کو لڑے بغیر کامیابی دی اور بہترین ثواب بھی عطا فرمایا۔"

داعیانہ مزاج کی آب یاری:......سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کے اکثر اوقات انسانوں کو ان کے خالق سے جوڑنے میں صرف ہوتے تھے۔ دن ہو یا رات، سفر و حضر، مکہ مکرمہ ہو یا مدینہ منورہ، یہ مبارک محنت ہر طرح سے جاری رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ دعوت الی اللہ کو قرآن کریم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اتباع کرنے والوں کا راہ سفر قرار دیتا ہے: ﴿قل هذه سبيلي ادعو الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني وسبحان الله وما انا من المشركين﴾ (یوسف:108)

ترجمہ: "اے پیغمبر! کہہ دو کہ یہ میرا راستہ ہے، میں بھی پوری بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور جنہوں نے میری پیروی کی ہے وہ بھی۔"

اسی محنت کو جاری رکھنے کے لیے حضرت حسان اپنے نعتیہ اشعار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتی زندگی کو نمایاں کرتے تھے، آج کے قصیدہ خواں اگر جلوسوں، محفلوں اور مشاعروں میں فریضہ تبلیغ کی اہمیت اجاگر کریں تو گناہوں کے سیلاب کو روکنے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ذکرِ رسول میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صفت کو حضرت حسان تفصیل سے بیان کرتے ہیں، چند اشعار ملاحظہ فرمائیے:

يدل على الرحمن من يقتدى به وينقذ من هول الخزايا ويرشد

ترجمہ: "جو شخص بھی آپ کی اقتدا کرتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اللہ تعالیٰ کا راستہ دکھاتے ہیں، اسے رسوائی کی مصیبت سے نجات دلواتے اور صحیح راہ نمائی فرماتے ہیں۔"

إمام لهم يهديهم الحق جاهدا معلم صدق إن يطيعوه يسعدوا

ترجمہ: "آپ لوگوں کے امام ہیں، پوری کوشش کر کے انہیں حق کا راستہ دکھاتے اور سچی بات کی تلقین کرتے ہیں، اگر

لوگ آپ کی بات مانتے تو کامیاب ہوجاتے۔"

عزيز عليه أن يحيدوا عن الهدى حريص على أن يستقيموا ويهتدوا

(دیوان حضرت حسان بن ثابت:9)

ترجمہ:" آپ پر نہایت گراں ہوتا تھا کہ لوگ ہدایت کے راستے سے ہٹ جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم حریص تھے کہ لوگ سیدھے راستے پر جمے رہیں۔"

ایک اور قصیدہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتی لگن کو نمایاں کرتے ہیں:

ثوىٰ في قريش بضع عشرة حجة يذكر لو يلقى صديقا مؤاتيا

ويعرض في اهل المواسم نفسه فلم يرمن يؤوى ولم يرداعيا

(دیوان حضرت حسان بن ثابت :77)

ترجمہ:" حضور صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے درمیان دس سال سے زائد عرصہ اس کیفیت میں رہے کہ جو بھی دوست یا ہمدرد ملتا اسے دعوت دیتے، آپ حج کے ایام میں مختلف قبائل کے پاس جاتے اور ان سے اسلام کی حمایت کی بات کرتے، لیکن وہاں انہیں کوئی پناہ دینے والا یا ان کی دعوت کو آگے پہنچانے والا نہ ملا۔"

شوقِ جہاد:......حضرت حسان نے اپنے نعتیہ کلام میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لڑی گئی جنگوں کے بڑے ایمان افروز نقشے کھینچے ہیں، اس طرح انہوں نے اپنے عہد کی نئی نسل میں شوق جہاد اجاگر کرنے اور وصف شجاعت پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

آج کے اسلامی شعرا بھی مغربی پروپیگنڈہ سے متاثر نئی نسل کے ذہنوں سے تصورِ جہاد سے متعلق شبہات ختم کر سکتے ہیں اور عرصے سے سوئی ہوئی امت میں بیداری کی تڑپ جگا سکتے ہیں۔

حضرت حسانؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقا کی جرأت و شجاعت اور بنو قریظہ کی ہزیمت کی یوں یاد دلاتے ہیں:

غداة اتاهم يهوى اليهم رسول الله كالقمر المنير

له خيل مجنبة تعادى بفرسان عليها كالصقور

تركناهم وما ظفروا بشيء دماء هم عليهم كالعبير

فهم صرعى تحوم الطيرفيهم كذاك يدان ذوالفند الفخور

(دیوان حضرت حسان بن ثابت:190)

ترجمہ:" روشن چاند کی طرح چمکتے ہوئے چہرے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان

پر چڑھائی کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقاب کی طرح ان پر حملہ کیا اور صحابہ تیز رفتار گھوڑوں کو دوڑا رہے تھے، ہم نے بنو قریظہ کو اس عبرت ناک حالت میں چھوڑا کہ ان کا خون زعفران کی طرح پھیلا ہوا تھا اور انہوں نے ذرہ بھر بھی کام یابی نہیں پائی، ہر سوان کی لاشیں بکھری تھیں، جنہیں پرندے نوچ رہے تھے، ہر متکبر اور سرکش کی یہی سزا ہے۔"

شہدائے بدر کی یاد میں کہی گئی اس دل سوز نظم میں حضرت حسان میدانِ جہاد کی خوف ناک فضا میں صحابہ کرام کے جذبۂ وفا کی تصویر کشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

تذکرت عصراً قد مضی فتهافتت بنات الحشا وانهل مني المدافع

صبابة وجد ذکر تني أحبة وقتلی مضوا فیهم نفیع ورافع

وفوا یوم بدر للرسول وفوقهم ضلال المنایا والسیوف اللوامع

(دیوان حضرت حسان بن ثابت: 197)

ترجمہ: "مجھے ماضی یاد آیا تو میرا دل غمگین اور آنکھیں اشک بار ہوگئیں، یہ بے چینی میرے ان دوستوں کی یاد میں ہے جو (غزوۂ بدر میں) شہید ہوگئے، جن میں (میرے قریبی ساتھی) نفیع اور رافع بھی تھے، جب ان پر موت کے سائے منڈلا رہے تھے اور چمکتی تلواریں ٹوٹ رہی تھیں، انہوں نے اس وقت بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرپور وفاداری کی۔"

اطاعت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب:......اس میں کوئی شک نہیں کہ عشق اور اطاعت لازم وملزوم ہیں کہ مرضیٔ جاناں کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا ہی حقیقی محبت ہے۔ قرآن کریم کا انداز تربیت بھی یہی ہے۔ متعدد صحابہ کرام نے عشق رسول میں سرشار ہو کر بارہا یہ سوال کیا کہ حضور! جنت میں آپ کا دیدار کیسے ہوگا؟ آپ کی زیارت سے ہم آنکھوں کو ٹھنڈا کیسے کر سکیں گے؟ کہ جنت میں آپ کے اور ہمارے درجات میں اتنا فرق ہوگا کہ: "وہ کہاں! میں کہاں" تو رب کریم نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿ومن یطع اللہ والرسول فأولٰئک مع الذین انعم اللہ علیهم من النبیین الصدیقین والشهداء والصالحین وحسن أولٰئک رفیقا﴾ (النساء: 69)

ترجمہ: "اور جو لوگ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں تو ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے، یعنی انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین اور وہ کتنے اچھے ساتھی ہیں۔"

ان آیات میں یہ سمجھایا گیا کہ جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شرف صرف اطاعت گزاروں کو ملے گا۔ اس لیے ایک سچے عاشق کے لیے ضروری ہے کہ ہر موڑ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو اپنا وظیفہ بنائے۔

اس اسلامی مزاج کے برعکس آج کی نعتیہ شاعری میں اتباع رسول کی تلقین عموماً نظر نہیں آتی، حالاں کہ عہد حاضر کا ثنا خواں عوام کے دلوں میں موج زن حب رسول کا مقدس دریا اطاعت رسول کی طرف موڑ کر مغرب کی اندھی تقلید کے

مہلک اثرات سے ملک وقوم کو بچا سکتا ہے۔ حضرت حسان اس رُخ سے بھی لاجواب اشعار کہہ گئے:

مثل الهلال مباركاً ذارحمة سمح الخليقة طيب الأعواد

والله ربی الانفارق أمره ما كان عيش يرتجی لمعاد

(دیوان حضرت حسان بن ثابت:155)

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو چاند کی طرح خوب صورت ہیں، بابرکت ہیں اور رحمت والے ہیں، بہترین عادات کے حامل اور عمدہ خوش بو والے ہیں، خدا کی قسم! جب تک میری جان میں جان ہے، میں آپ کے کسی ایک حکم (اور سنت) کی مخالفت نہیں کروں گا۔"

آپؓ نبی کریم ا کی پیروی کی تلقین ان اشعار میں بھی کرتے ہیں:

يابكر آمنة المبارك بكرها ولدته محصنة بسعد الاسعد

نوراً ضاء على البرية كلها من يهد للنور المبارك يهتدی

(دیوان حضرت حسان بن ثابت:153)

ترجمہ: "اے آمنہ کے مبارک بیٹے! جسے انہوں نے انتہائی پاکیزگی اور عفت کے ساتھ جنم دیا۔ آپ دنیا کے لیے برکت کا جہاں ثابت ہوئے، آپ ایسا نور تھے جو ساری مخلوق پر چھا گیا اور جسے اس مبارک نور کی پیروی نصیب ہوئی وہ ہدایت یافتہ ہو گیا۔"

خلاصہ کلام: ......گزشتہ تین چار دہائیوں سے اردو شعرا کی کثیر تعداد نعت گوئی کی طرف بڑے والہانہ انداز سے متوجہ ہوئی ہے، حتی کہ بڑے بڑے نام ور ترقی پسند اور لینن اور اسٹالن کی تعریف میں رطب اللسان رہنے والے نظم گو شعرا بھی نعت کہتے نظر آتے ہیں۔ بلاشبہ یہ بڑی مثبت اور خوش آئند تبدیلی ہے، لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ نعت گوئی کے اس مقدس فریضے کی ادائیگی میں شرعی حدود کی بھرپور رعایت کی جائے۔

اردو نعت کے اس روز افزوں ذخیرے میں بعض بے اعتدالیاں پائی جاتی ہیں، جن میں سے اکثر کی نشان دہی اس مضمون میں کی گئی ہے، ان بے احتیاطیوں سے بچاؤ کا سب سے مناسب راستہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کے نعتیہ اشعار کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے اور اس کے حقیقی اسلامی مزاج کو اردو شاعری کے قالب میں داخل کیا جائے۔

☆☆☆